ایک خَبر...
ایک پیَغام...

استاد اسامہ محمود

ادارہ السحاب، برِصغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)
محرم الحرام 1445 ھـ

ایک خَبر...
ایک پَیغام...

استاد اسامہ محمود

ادارہ السّحاب، برِّصغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم، أما بعد

خبر یہ ہے کہ...... بیس سال پہلے، شہر کراچی سے جو بہن 'لاپتہ' ہوگئی تھیں، وہ جنہیں 'اپنوں' نے خود ہی 'غیروں' کے ہاتھ بیچ دیا تھا...... آج اُن 'لاپتہ' بہن کا ایک دفعہ پھر 'پتہ' معلوم ہوا ہے، اور وہ یہ کہ وہ آج بھی امریکہ میں ہیں...... ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑی ہوئی...... لاغر جسم، تھکی ہوئی آنکھوں، زخمی چہرے، ٹوٹے دانتوں اور پھٹے کپڑوں کے ساتھ...... وہاں کے ایک انتہائی بدنام زمانہ جیل میں زندگی کی شامیں گزار رہی ہیں اور اس حال میں کہ روز مرتی ہیں اور روز جیتی ہیں۔ ان کی بہن محترمہ فوزیہ صدیقی صاحبہ اور محترم مشتاق احمد خان صاحب نے ان کی یہ کیفیت خود دیکھی اور ان کی فریاد بھی براہ راست ہی ان سے سنی۔ فریاد کس کی ہے اور کس قسم کی ہے؟ کن کن ظالموں اور دشمن کے خلاف ہے اور کن تک پہنچانے کے لیے ہے؟! یہ سب سوالات دل دہلانے، خون کھولانے اور روح تڑپانے والے ہیں۔ آج ہماری سوچ بطورِ امت 'پرانی' نہیں رہی...... سود و زیاں کے پیمانے 'ترقی' کر گئے اور عزت و ذلت کے معیار اب پہلے والے نہیں رہے، ورنہ یہ فریاد اگر اس دور میں بھجوائی جاتی جب ایمانی غیرت اور اسلامی اخلاق مسلمانوں کی شناخت ہوا کرتے تھے تو پوری کی پوری امت میں کہرام مچ جاتا، باپ اپنی بیٹیوں اور بھائی اپنی بہنوں کے ساتھ نظریں نہ ملا پاتے، یہ واقعہ ہی امت کی زندگی و موت کا سوال بن جاتا اور کیا حکام اور کیا رعایا، کیا خواص اور کیا عوام سب اپنی بہن کا انتقام لینے اور اسے واپس لانے کے لیے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے...... جس امت کے نبی ﷺ اپنے ایک

صحابی کے انتقام کی خاطر اُس وقت موجود پوری امت سے موت پر بیعت لیتے ہیں اور صرف یہ نہیں، پھر سات آسمان اوپر سے خود اللہ رب العزت بھی اس کی تعریف میں کتاب اللہ کی آیات بھیجتے ہیں...... یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اُس نبی ﷺ کی پیروی کرنے والے اپنی بہن کی ایسی فریاد سنتے اور کوئی ٹس سے مس نہ ہوتا!! تصور کیجیے، اپنے دین پر فخر کرنے والی اس بہن پر، جو قرآن کی حافظہ ہے اور امت کا درد رکھنے والی ہے...... کیا کیا مظالم ڈھائے جا رہے ہیں؟ پھر ایک دن، یا ایک ہفتہ اور ایک ماہ نہیں، ایک سال یا دو تین سال بھی نہیں، بیس سال سے یہ ظلم کی اس چکی میں پِس رہی ہے، اور آج بھی اتنا سارا عرصہ زیرِ ظلم رہ کر اور اپنی یہ فریاد ہم مسلمانوں کے نام بھجوا کر...... وہ محفوظ نہیں ہوئی، اسے چین نہیں ملا...... بلکہ دکھ درد، آنسوؤں اور ہچکیوں کے ساتھ ایک بار پھر اُسے اُس عقوبت خانے میں لوٹا دیا گیا کہ جو خود امریکیوں کے ہاں بھی ظلم کے لحاظ سے معروفِ زمانہ ہے۔

عافیہ بہن کی اس فریاد کا آج ایک بار پھر اس طرح منظر عام پر آنا بے وجہ نہیں، اللہ کے ہاں اس کی یقیناً کوئی حکمت ہو گی کہ وہ حکیم وقدیر رب بعض اوقات اپنے ایک بندے کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے مگر اُس ایک کے ذریعے دیگر سب لوگوں کا امتحان لے لیتا ہے، آزمائش میں مبتلا وہ بندہ فی الحقیقت اللہ کا محبوب ولی ہوتا ہے، اس آزمائش سے اللہ اس کو اپنی قربت و محبت عطا کرتا ہے مگر دوسرے اس مظلوم کو دیکھ کر کیا موقف اپناتے ہیں، ظلم روکنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ ذرائع استعمال کرتے ہیں جن سے مظلوم کی واقعی مدد ہو سکے یا اپنی زندگی میں مگن رہ کر محض تبصروں پر اکتفا کرتے ہیں، اسی سے ان دوسروں کا اللہ کے ہاں نجات یا پکڑ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اللہ شکور اور وَدود ذات ہے، وہ اپنے ساتھ محبت واخلاص اور اپنی خاطر اعمال و قربانی کی قدر کرتا ہے اور ایسی کہ جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا ہے، لہٰذا عافیہ کامیاب ہے، اسے اللہ دنیا وآخرت دونوں میں ان شاء اللہ بہت کچھ دیں گے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ 'اگر کوئی مومن روزِ پیدائش سے لے کر (بڑھاپے کی) آخری عمر تک اللہ کی اطاعت میں منہ کے بل گھسیٹا گیا ہو تو روز محشر اللہ کے ہاں اپنا اکرام وانعام دیکھ کر وہ اپنی اُس خطرناک ترین آزمائش کو بھی حقیر سمجھے گا'[1]...... پریشانی ہماری ہے، خطرناک آزمائش ہم ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی ہے کہ یہ ہمارے ایمان و

---

[1] «لَوْ أَنَّ رَجُلًا يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ إِلَى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي مَرْضَاةِ اللهِ لَحَقَّرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» المعجم الكبير

اخلاص کا امتحان ہے، ہم سے جب اللہ اپنی اس محبوب بندی اور اپنے رسول ﷺ کی اس عظیم امتی کی عزت وناموس کے متعلق پوچھے گا تو ہم کیا جواب دیں گے؟

ایسا بھی نہیں کہ پاکستان سے عافیہ بہن کی رہائی کے لیے کوششیں نہیں ہوئیں...... ریلیاں نکلیں، قراردادیں پاس ہوئیں، امریکی حکام کو خطوط لکھے گئے، قانونی چارہ جوئی بھی ہوئی......، غالباً کوئی ایک بھی ایسا جمہوری، قانونی اور پرامن ذریعہ نہیں چھوڑا گیا کہ جس سے امریکیوں تک اپنا غم وغصہ یا منت سماجت نہ پہنچائی گئی ہو، مگر سب بے سود رہا، ظالم کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، الٹا اس کے ظلم، عناد اور تکبر میں اضافہ ہوا، ایسے میں اب کیا کیا جائے؟ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا جائے کہ جو ذمہ داری تھی وہ ہم نے پوری کر دی ہے اور آگے اب ہمارے ذمہ کچھ نہیں؟ ظلم ہوتا رہے اور ہم مطمئن ہو جائیں کہ ہم تو اپنا فرض ادا کر چکے ہیں؟ یا مصلحت پسندی، عیش کوشی اور وہن کو ایک طرف رکھتے ہوئے ایمانی غیرت کی پکار پر لبیک کہی جائے اور ببانگ دہل پکارا جائے کہ نہیں! اصل فرض کی ادائیگی ابھی قرض ہے ہم پر اور وہ یہ کہ ظالم اگر صرف قوت کی زبان جانتا ہے اور عقل و دلیل کی زبان نہیں سنتا، حق دار کو حق نہیں دیتا تو پھر اس کے سامنے منت سماجت کرنا، مطالبات کی تکرار کرنا اور عدل وانصاف کی بات سمجھانا مسئلے کا حل نہیں، بلکہ اس ظالم کا ہاتھ مروڑنا اور قوت ہی کی زبان بول کر اس کا تکبر توڑنا مظلوم کی مدد کا اصل طریق ہوا کرتا ہے۔ یہی اس دنیا کا اصول ہے اور یہ ہر اُس جگہ کا اصول ہے جہاں غیرت وحمیت نامی حِس مردہ نہیں، زندہ ہو اور یہی وہ راستہ ہے کہ جس پر قدم رکھنا محض مستحب نہیں ہے کہ اس پر ہم چلے تو ثواب ملے گا اور نہیں گئے تو عقاب نہیں ہوگا، نہیں یہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرض کیا ہے، اللہ کی تنبیہ ہے کہ اگر مظلوم کی مدد نہیں کروگے، کفر وظلم کا راستہ اگر زورِ ایمان سے نہیں روکو گے تو دنیا میں فتنہ وفساد ہوگا اور زمین پر یہ زندگی عذاب بن جائے گی۔

اللہ رب العزت نے اس امت پر جہاد وقتال کے میدان میں اترنا فرض کر دیا ہے، فرمایا، اگرچہ طبیعتوں کے لیے یہ آسان نہیں، تمہیں یہ ناگوار ہے، مگر ضروری نہیں کہ جو تمہیں ناگوار ہو، وہ حقیقت میں بھی باعثِ خیر نہ ہو، اور جو تمہیں اچھا لگتا ہو وہ انجام میں بھی اچھا ہو، نہیں! دنیا سے ظلم وعدوان کو ختم کرنا اور عدل وانصاف رائج کرنا، غیر اللہ کی قوت وشوکت کو توڑ کر اللہ رب العزت کے کلمے کو سربلند کرنا اور شیطان کی حکمرانی کے مقابل رحمان کی رِٹ قائم کرنا...... یہ سب ضروری ہیں اور یہ سب کام باطل کے دانت کھٹے کیے بغیر نہیں ہوسکتے ہیں۔ حق غالب کرنے کے لیے

اہل حق کو باطل کی طاقت کے خلاف لڑنا پڑے گا۔ پھر سبحان اللہ! اللہ کی حکمت دیکھیے کہ جو امر اللہ نے شرعی طور پر فرض کیا ہے، تکوینی طور پر بھی اللہ نے نظام حیات ایسا بنایا ہے کہ اُس امر پر عمل کیے بغیر متعلقہ مقصد و منزل نہیں ملا کرتی۔ فتنہ وفساد اور ظلم و استبداد کا خاتمہ کوئی لاکھ نام نہاد 'پر امن' راستوں سے کرنا چاہے، نہیں کر سکتا۔ اس دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ کا دین غالب اگر ہوا اور کفر وفساد کا قلع قمع اگر ہوا ہے تو یہ جہاد و قتال کے میادین میں اترنے سے ہوا ہے، نہ محض دعوت و تبلیغ سے یہ مقصد حاصل ہو سکا اور نہ ہی جہاد و قتال کو باہر رکھتے ہوئے کسی اور 'پر امن' راستے سے یہ ہوا۔ باطل کے خلاف حق کی تلواریں چلی ہیں تو تب ہی جا کر بڑے بڑے بت گرے ہیں اور 'جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً' ارشاد ہوا ہے۔

یہی اصول آج عافیہ صدیقی کے قضیے میں بھی اللہ ہمیں دکھا رہا ہے، وقت کے امامِ کفر نے ہماری بہن و بیٹی کو اغوا کیا، وہ آخری حد تک مظالم اس پر ڈھا رہا ہے اور ان مظالم کی روداد بھی خفیہ نہیں، پوری امت تک پہنچ رہی ہے، پھر امت کی طرف سے اس کی رہائی کے لیے کوششیں بھی ہوئیں، مگر جس کوشش کی کماحقہٗ ضرورت ہے، جو بطورِ فرد بھی اور بطورِ امت بھی ہم پر فرض ہے اور جس کو قرآن میں باقاعدہ نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی خاطر نہیں لڑتے ہو جبکہ وہ کمزور و مظلوم مرد، خواتین اور بچے چیخ چیخ کر اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے کہ جس کے باسی ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کسی مدد و نصرت کرنے والے کو بھیج تاکہ ہمیں اس ظلم سے نجات ملے[1]، افسوس ہے کہ اس فرض کی طرف نہ صرف یہ کہ ہم متوجہ نہیں ہوتے ہیں، بلکہ اس سے انکار کر کے ایسے راستوں کو مستقل حل سمجھ بیٹھے ہیں جن سے مظلوم پر ظلم میں اضافہ اور ظالم مزید قوی ہو رہا ہے۔

دکھ تو یہ ہے کہ اس فرض کی طرف جب بلایا جاتا ہے اور عرض کیا جاتا ہے کہ یہ راہ اپنائے بغیر ظالم کو ظلم سے نہیں روکا جا سکتا ہے، اللہ کا دین زمین پر حاکم نہیں ہو سکتا ہے اور دوسروں کو خیر وفلاح دینے والی ذمہ داری نبھانا تو دور کی بات خود مسلمان قوم کا بھی بطورِ مسلمان رہنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ بات بتانے سے بھی پہلے......جب بصد احترام

---

[1] اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾

عرض کیا جاتا ہے کہ شریعت کا حکم ہے، اللہ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور فقہائے امت کا سیکڑوں سالہ علمی ذخیرہ کہتا ہے کہ اس نظام ظلم اور اس کو چلانے والے اَئمۂ کفر کے خلاف میدانِ جہاد میں اترنا فرض ہے اور اس فرض کو ترک کرنے سے قومِ مسلم کی غلامی، رسوائی اور گمراہی لازم آتی ہے، تو ان شرعی، عقلی اور تاریخی حقائق پر مبنی موقف کو جذباتیت کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ جہاد یقیناً فرض ہے، کتاب اللہ اور نبی کریم ﷺ کی سنت میں بھی اس کے احکام بلاشبہ موجود ہیں، کون اس سے انکار کر سکتا ہے؟ مگر اب کا زمانہ تبدیل ہو گیا ہے، اب سروں کے کاٹنے کا نہیں گننے کا دور ہے، اب مسائل جنگ سے نہیں مذاکرات اور افہام و تفہیم سے حل ہوتے ہیں، اب اپنے حقوق جمہوری اور قانونی راستوں سے لیے جاتے ہیں، جبکہ یہ لڑنے جھگڑنے کی باتیں اب پرانی ہو گئی ہیں، یہ باتیں آج جہاد نہیں دہشت گردی سمجھی جاتی ہیں...... یہ سن کر ہمیں یہ کہنے میں تردد نہیں رہتا کہ اس انداز سے فرضِ جہاد کی تاویل، بلکہ مخالفت کرنے میں یا تو خود ان اختلاف کرنے والوں کے ہاں ہی محض جذبات سے کام لیا جاتا ہے، خود یہ حضرات ہی نہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچتے ہیں، تحقیق و عمل کی نیت سے پڑھتے ہیں اور نہ ہی سر کی آنکھوں سے نظامِ دنیا کا مشاہدہ کرتے ہیں، یا دوسری صورت میں یہ سوچتے، پڑھتے اور مشاہدہ بھی کرتے ہیں مگر تجاہل عارفانہ سے کام لے کر آنکھیں بند کرتے ہیں اور ایک ایسے راستے پر اصرار کرنے لگتے ہیں کہ جس کے بارے میں خود اس کی طرف دعوت دینے والوں کے علم میں بھی ہے کہ اس کا انجام اظہارِ دین (اسلام کا غلبہ) اور ظلم کا خاتمہ نہیں ہے، اس لیے کہ شرعاً، عقلاً اور تاریخی طور پر کسی ایک لحاظ سے بھی یہ بات ماننے والی نہیں کہ اسلام کفر کے 'رجسٹرڈ' اور طواغیتِ عالم کے 'منظورِ نظر' راستوں سے کبھی غالب ہوا ہے، اور خود ظالموں ہی کے کھینچے گئے خطوط پر چل کر ظلم سے کبھی نجات ملی ہے۔ جن راستوں سے یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے خیر لانے کی بات کرتے ہیں اور شرعی نصوص کی تاویل کر کے انہیں عین مطلوبِ شریعت ثابت کرتے ہیں، یہ راستے شرعاً کیسے جائز ہوئے جبکہ ان پر چل کر خیر و شر کی تعریف ہی بدل جاتی ہے اور کھلم کھلا دینی ثوابت اور شرعی مفاہیم کی قربانی دینی لازم ہو جاتی ہے۔

ہم تسلیم کریں کہ اللہ کا یہ دین غلبہ چاہتا ہے، ہم اپنی جان، اولاد اور تحریک پر بھی اس کو غالب کریں اور پھر بندگانِ خدا کو اللہ کے ساتھ جوڑنے اور ان کے اوپر سے غیر اللہ کی حاکمیت ختم کرنے کی خاطر دشمنانِ دین کا زور توڑنا بھی اپنے لیے لازم سمجھیں، اور یہ وہ مقصد ہے کہ جس کے لیے میادینِ قتال و جہاد میں اترنا شریعت نے فرض کیا ہے۔ پس

اس فرض کو ہم کسی نہ کسی درجہ میں ادا کریں، اپنی دعوت و تحریک سے اس کو ادا کرنے والوں کی تائید کریں اور میدانِ جہاد میں اس کو تقویت دیں...... مگر اس فرض کو ناقابل عمل بنا کر ہم ایسے کسی راستے کو متبادل نہ بتائیں جو باطل کے مقابل اہل حق کی قوت کو کمزور کرتا ہو، انہیں قدم قدم پر شرعی احکامات چھوڑنے پر مجبور کرتا ہو اور جس کا مغربی استعمار کی آمد سے پہلے تک پوری اسلامی تاریخ میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ ہمیں ماننا چاہیے کہ عافیہ صدیقی جیسے مظلومین کی رہائی کا فرض صرف اُس وقت ہی ادا ہو سکتا ہے جب امریکہ کے ساتھ اُسی زبان میں بات کی جائے جس کا وہ حق دار ہے، وہ زبان کہ جس پر عمل کرکے "فُكُّوا الْعَانِيَ"[1] کے امر پر عمل ہو سکے اور نتیجے میں ہمارے اسیرانِ اسلام کی زنجیریں واقعی توڑی جاسکیں۔ بے شک فراعنۂ عصر کی طاقت بڑی ہے اور امت مسلمہ مغلوب ہے، مجاہدینِ امت بھی کمزور ہیں مگر اسی میں تو آزمائش ہے کہ اسی سے اللہ نے کھرے کھوٹے کو جدا کرنا ہے۔ اللہ رب العزت کفر کی طاقت کا زور توڑنے کے لیے اہل ایمان کو لڑنے کا امر دیتا ہے اور دلاسہ دیتا ہے کہ اگر تم میدان میں اترتے ہو، جہاد و قتال کے مصائب پر صبر کرتے ہو تو متکبرین کا کبر و زور توڑنا پھر میرے ذمہ ہے کہ میں (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) سخت قوت والا اور شدید انتقام لینے والا ہوں۔ فرمایا: ﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا﴾[2]۔

احتجاج اور مظاہروں کے ہم مخالف نہیں، بالخصوص جب یہ ظالموں کے خلاف نفرت کے اظہار اور مزاحمت کی تحریک اٹھانے کا ایک وسیلہ ہوں، مگر ضروری ہے کہ ان مظاہروں کو قوم کو اٹھانے اور بیدار کرنے کے لیے ہی استعمال کیا جائے، نہ کہ ان کے ذریعے الٹا ظالموں سے ان کی توجہ پھیر دی جائے اور عوام کو دوبارہ سرابوں کے پیچھے لگا کر ایک اور ظلم ڈھایا جائے۔ قوم کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ہمارا یہ ملک آزاد نہیں، غلام ہے، یہ ان جرنیلوں کے زیر تسلط ہے جو اس قوم کے محافظ اور خیر خواہ نہیں، بلکہ سات سمندر پار عالم کفر کے امام امریکہ کے غلام ہیں اور ان کی اس غلامی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری بہن بیٹی امریکیوں کی جیل میں بدترین مظالم سہہ رہی ہے۔ ہمیں نہیں بھولنا

---

[1] "قیدیوں کو چھڑاؤ!" (صحیح بخاری)

[2] "لہٰذا (اے پیغمبر) تم اللہ کے راستے میں قتال کرو، تم پر اپنے سوا کسی اور کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہاں مومنوں کو ترغیب دیتے رہو، کچھ بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے۔ اور اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست ہے اور اس کی سزا بڑی سخت۔" (سورۃ النساء: ۸۴)

چاہیے کہ اقوام تب ہی بیدار ہوتی ہیں جب دوست ودشمن اور غم خوار وغدار میں تمیز شروع کریں، اگر آج بھی ہم اس نظام کا دجل وفساد نہ سمجھ سکیں اور نظام کی جگہ چہروں کی تبدیلی سے ہی دھوکہ کھانے لگیں تو یہ اس بات کی نشانی ہوگی کہ اس قوم کی قسمت میں ابھی مزید ٹھوکریں اور مظالم بھی ہیں، اس لیے کہ ہم اب بھی بیدار نہیں ہیں، بلکہ ہم بیدار ہونا ہی نہیں چاہتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں یہ حقیر مگر مکار دنیا ایسی دکھائے جیسی کہ یہ ہے اور اس کے خوف ومحبت کو ہمارے دلوں سے نکال باہر کرے، اللہ ہمیں اپنے جنود میں شامل فرمائے اور اپنے دشمنوں کو نشان عبرت بنانے میں ہمیں استعمال کرے۔ اے اللہ! اس امت کی ہر اسیر بیٹی اور بیٹے کو رہائی عطا فرما اور مجاہدین کی مدد فرما کہ تیرے نبی ﷺ کی کمزور و مظلوم امت کی وہ مدد کر سکیں، آمین یارب العالمین!

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين

☆☆☆☆☆